رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح رجال و نساء میں بلاناغہ درس فرماتے ہیں۔

۲۔ مدرسہ احمدیہ کا نتیجہ کچھ خوش آیند نہیں۔ ایک سب کمیٹی کے ذریعے جو نقائص ہیں وہ معلوم کرکے اصلاح کیجائے۔

۳۔ مبلغین کلاس بھی کھلنے والی ہے۔

۴۔ لنگر خانہ کا انتظام رو بہ اصلاح ہے۔

۵۔ پیغام والوں نے شرائط مباحثہ کے متعلق ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔

۶۔ حضرت اقدس کی کتب میں سے چشمہ مسیحی۔ تریاق القلوب۔ چھپ کر تیار ہو گئی ہیں۔ شائقین جلد منگوالیں۔

اخبار احمدیہ

علاقہ نماڑ کے حالات

یہ علاقہ نماڑ کہلاتا ہے۔ عام مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ نلج رنگ کا بہت چرچا ہے۔ عرس کثرت سے ہوتے ہیں۔ دوران عرسوں پر ارد گرد کی طوائفیں جمع ہوتی ہیں۔ ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک بلکہ یہاں کے مولوی اور پیرزادے تمام عرسوں پر جمع ہوتے ہیں۔ جہالت ہر طرف ہے۔ علم کا شوق نہیں۔ ہاں ربیع الاول کے مہینے میں وعظ کرانے کی رسم بھی ہے ان دنوں میں لوگوں کی توجہ ضرور وعظ ہی کی طرف ہوتی ہے۔ برہان پور میں شاہ بھکاری صاحب کی خانقاہ کے قریب ایک ندی ہے۔ وہ ان ایام میں خشک ہوتی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو شام کی نماز بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ برار اور خاندیش کے لوگ اسمیں جمع ہو جاتے ہیں۔ عرسوں کا رواج تمام خاندیش اور برار میں ہے۔ محرم میں عام مسلمان حیوانوں سے بھی بدتر اپنی حرکات ظاہر کرتے ہیں۔ ایک دو دلہا بناتے ہیں۔ اسکے پیچھے دو دلہا دو دلہا کرتے بھاگتے پھرتے ہیں۔ یہاں ایک جامع مسجد ہے۔ جو عادل شاہ فاروقی کی بنائی ہوئی ہے۔ بہت عمدہ مسجد ہے۔ کوئی جانور اندر گھونسلا نہیں بنا سکتا۔ ایک رواج یہاں یہ ہے کہ تمام شہر کے لوگ اسی جامع مسجد میں جمعہ پڑھتے ہیں۔ اسجگہ کوئی قل مولوی بھی نہیں۔ سلسلہ کی کوئی مخالفت بھی نہیں۔ پیرزادوں کا زور ہے۔ جو اکثر ہنود کو مرید کرتے ہیں۔ وہ قوم جو ہنود سے اور پیرزادوں کی مرید ہے۔ وہ دہرمی کہلاتے ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں اس خاندیش برار میں یہ لوگ موجود ہیں۔ یہ لوگ گنتیاں پڑھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آخری اوتار مسلمانوں

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

ہیں سے آئیگا اور وہ کلنکی نہیں۔ بلکہ نشکلنکی ہوگا۔ اور وہ سیدوں میں سے ہوگا۔ اس واسطے اسکی انتظار میں یہ لوگ سیدوں کے مُرید ہیں۔ حضرت اسماعیل حضرت جعفر صادق کی اولاد میں سے جو سید یہاں اسماعیلی سید ہیں ان کے وہ لوگ مُرید ہوتے ہیں انکو سجدہ کرتے ہیں مگر بُت پرستی کے بڑے مخالف ہیں۔ ان کے پنتھ کو جب ان سے پوچھا جاتا ہے۔ تو وہ گپت پنتھ یا دہرمی بتاتے ہیں۔ مگر اپنے راز کی بات وہ کسی پر نہیں ظاہر کرتے۔ یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر گدی نشین پیر کسی پر ہمارے راز کی بات بیان کردے تو اسکو فوراً جماعت دہرمی لوگوں کی برطرف کردیتی ہے۔ وہ نشکلنکی کے معنی بے عیب بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ بے عیب اوتار امام مہدی کا ہے۔ ہم نے پوچھا کہ تم ان سیدوں کے کیوں مُرید ہوتے ہو تو وہ کہتے ہیں یہ ہماری بھگتی ہے۔ جسطرح ہم پہلے اوتاروں کے آنے سے پیشتر بھگتی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اب بھی کرتے ہیں۔ پیر کو اپنی جائداد اور اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ہر دہرمی دیتا ہے۔ اور پیر کے حکم کو وہ وحی الٰہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ ان کے پیر تمام فاسق و فاجر ہیں۔ مگر پیر کا کوئی بُرا فعل ان کے نزدیک قابل گرفت نہیں ان کے پیر ان کو سجدہ کرنے سے روک نہیں سکتے۔ حالانکہ وہ خود اپنا مذہب حنفی بتاتے ہیں۔ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں۔ بعض انمیں سے کبھی کبھی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ یہاں کچھ آغاخانی کے بھی مُرید ہیں۔ چند لوگ سنا جاتا ہے کہ اہل حدیث بھی اور کچھ سُنّی کے شیعہ بھی۔ بوہرے کثرت سے ہیں۔ جو ایک مُلّاں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان کا مُلّاں سورت میں رہتا ہے۔ اسکو بھی یہ لوگ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دیتے ہیں یہ مذہب اثنا عشری رکھتے ہیں۔ ایک سورت کے مُلّاں کا نائب اسجگہ بھی رہتا ہے جو ان لوگوں کو صرف دین سکھاتا ہے اسی طرح جس جس جگہ بوہرہ قوم ہے۔ وہاں ایک سورت کے مُلّاں کا نائب ضرور رہتا ہے اسکو تنخواہ سورت کے مُلّاں کیطرف سے ملتی ہے ؛

خواجہ جو چندہ لیتا ہے اُسے ذاتی ملکیت سمجھتا ہے

خواجہ کمال الدین کے لیکچر لاہور کے متعلق ہمارا رپورٹر لکھتا ہے کہ لیکچر میں خواجہ نے یہ بھی کہا کہ جو یہ مجھے راجاؤں یا نوابوں یا بڑے بڑے لوگوں نے دیا ہے وہ میری اپنی ذاتی ملکیت ہے جسطرح چاہوں صرف کروں مجھے مشنری آف اسلام ہونیکی حیثیت سے نہیں دیا (غیر احمدی سوچ سمجھ کر چندہ دیا کریں)

ایک رویا صادقہ

اندور سے عبداللہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے طریق پر دو اپنے دو رکعت نماز پڑھکر دعا کی تھی کہ الٰہی جماعت میں ایسا شخص پیدا کر جس سے تیری تمام رضاؤں یا اکثر کو پورا کیا ہو) دعا کی اس کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک میں مجھے ایک خواب میں مفتی فضل الرحمان نے خلیفہ ثانی میاں محمود احمد بتایا اور میرے کان سے منہ لگاکر کہا یا در رکھنا خلیفہ ثانی میاں محمود احمد ہونگے۔ مجھے جاگنے پر سمجھ آگئی کہ نبوت اور خلافت صفت رحمانیت اور فضل سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے خواب سچا ہے۔ میاں صاحب کو خداوند کریم خلیفہ بنائیگا ؛

لدھیانہ میں تبلیغ سلسلہ

لدھیانہ سے غلام اصغر علی صاحب تحریر کرتے ہیں

کیہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ پہلا لیکچر مہر محمد خان صاحب نے ختم نبوت پر دیا بس پر غیر احمدیوں میں مخالفت کا جوش بہت بڑھ گیا ہے۔ کہتے ہیں مسجد وقف ہوتی ہے ہم بھی یہاں وعظ کریں گے (اپنی مسجدوں میں بھی وعظ کرنے دیا کریں) ؛

پیغامی فتنہ

مکرمی عبدالعزیز صاحب جو مرہم بیچنے کے تعاقب میں ملتان پہنچے۔ وہاں ان کی مولوی عزیز بخش صاحب سے ملاقات ہوئی جو مولوی محمد علی صاحب کے برادر بزرگ ہیں۔ مولوی صاحب سوال وجواب کے وقت لسے لاجواب ہوئے کہ دوسرے روز باوجود آدمی بھیجکر بلانے کے بھی نہ آئے مسئلہ نبوت پر اس کے سامنے یہ حوالہ پیش کیا گیا نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں" وہ کہنے لگا حضرت صاحب نے جو مجدد الف ثانی کا حوالہ دیا ہے۔ وہاں نبی کا لفظ نہیں وہاں محدث ہے۔ اس پر کہا گیا محدث ہی سہی تو اب ماننا پڑیگا کہ حضرت مسیح موعود کے سوا اُمت میں کوئی محدث نہیں۔ اس پر بہت سٹپٹایا

احباب مطلع رہیں

مولوی نظام الدین صاحب مبلغ تحریر کرتے ہیں۔ کہ ضلع شاہپور۔ جھنگ اور لائلپور کی انجمنوں کو چاہئے۔ کہ وہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں اور مجھے حالات سے اطلاع دیں۔ میرا پتہ مندرجہ ذیل ہے لائلپور چنیوٹ بازار متصل اسلامیہ ہوٹل مولوی نظام الدین احمدی مبلغ ؛

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے لئے دعا

احباب اس امر کو نوٹ کریں کہ ایم۔ اے کا امتحان ۱۵۔ ۲۲۔ اپریل تک ہے وہ اپنے آقا و محسن کے فرزند ارجمند کی کامیابی کے لئے دست بدعا رہیں ؛

لنھدینھم سبلنا

مولوی مبارک علی صاحب چھانگا نگ سے لکھتے ہیں

مولوی عبداللطیف نے بیعت کا خط لکھکر جیب میں ڈال رکھا۔ اور کئی دن تک دعا کرتے رہے۔ ایک دن دعا کی یا الٰہی میں نے پوری کوشش تحقیق مطالعہ کتب سے کام لیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ سچ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میں بوجہ فطرتی کمزوری کے شکوک وشبہات سے بری نہیں ہو سکتا یہانتک کہ آپ ہی اپنی کلام کے ذریعے کوئی نشان دکھائیں۔ میں اپنے آپ کو آپ ہی کے رحم پر چھوڑتا ہوں۔ آپ مجھے قرآن شریف سے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کیجئے۔ اس دعا کے بعد اونہوں نے قرآن کریم اوٹھایا تو سیس آیت مجید پر انکی آنکھ پہلے پڑی وہ یہ تھی ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیا اولئک فی ضلال مبین پارہ ۲۶۔ اس آیت مجید نے مولوی صاحب پر بہت اثر کیا اس پر بیعت کا خط بھیجدیا۔ خدا کے فضل سے خوب مضبوط اور مستقل مزاج ہیں ؛

ڈوری باف کی عیادت

پیغام مورخہ ۶ اپریل میں لکھا ہے کہ امیر قوم بنفس نفیس مع اپنے ایڈیٹر کا نگ کے ایمن آباد کے قریب ایک گاؤں آنا دہ میں صوفی احمد دین کی عیادت کو گئے۔ اور یہ ایک اخوت ومساوات اسلامی کا بیش بہا نمونہ ہے۔ ہمیں پہلے پہلے حیرت ہوئی لیکن آج ہی ایک دوست کے خط سے اصل وجہ معلوم ہو گئی۔ ڈوری باف صاحب کا عقیدہ ہے کہ اگر النبوۃ فی الاسلام چھ سال پیشتر لکھی جاتی تو ہم حضرت نورالدین کی بیعت نہ کرتے امید ہے اب اس نادان خلوت نشین کو غرور دین ہم کرنیوالے کا عقیدہ ہو گیا ہوگا کہ اگر ۸ سال پیشتر لکھی جاتی تو مرزا غلام احمد کو مسیح موعود نہ مانتے ؛ قبح اللہ وجوہہم ؛

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۶ء

سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان
جو
حضرت فضل عمرؓ کے ہاتھ پر ظاہر ہوا

اے بھولی بھٹکی دنیا جو سرگشتۂ وادی حیرت ہے۔ دیکھ میں تیری راہ میں ایک ایسی مشعل ہدایت رکھتا ہوں۔ جس سے تجھ کو نشیب و فراز عالم نظر آئے۔ اور تو منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اٹھ کہ ایک مسیحا نفس۔ اندھوں کو آنکھیں۔ بہروں کو کان۔ گونگوں کو زبان۔ لنگڑے لولوں کو پاؤں دیتا ہے۔ وہ مردوں کو جلاتا ہے۔ اس کے پاس زندگی کا پانی ہے۔ پس ہے کوئی پیاسا جو آئے۔ اور اس زندگی بخش جام احمد سے اپنی پیاس بجھائے۔ ہے کوئی ناکام آئے اور من مانی مرادیں پائے ہے کوئی بیمار کہ وہ شفا دیا جاوے۔ قصہ کہانی نہیں واقعات ہیں۔ جو سناتا ہوں۔ ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔ کانوں سے سنتا اور دل سے اس پر غور کرتا ہوں۔ پھر امت مرحومہ کے حال زار پر آہیں بھرتا ہوں کہ گھر میں دولت ہے۔ اور یہ ایک ایک پیسہ کے لئے باہر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ انکو عزت و جلال کے تخت پر بٹھایا گیا۔ اور یہ اغیار کے پاؤں میں گرتے ہیں ان کے رہنے کو جنات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور یہ ٹولیوں کی ٹولیاں بیابانوں میں رہتی ہیں۔ جہاں دن بھر ریگ کا طوفان اور خوف جان ہے۔ الٰہی ان کو ہدایت دے انہیں محبوب ازلی کا چہرہ دکھا۔ ان کو پھر وہی علم سکھا۔ جسے یہ پڑھ کر بھول گئے۔ عالم ہو کر جاہل ہو گئے۔ چست و چالاک بن کر کاہل ہو گئے۔ الٰہ العالمین اگرچہ گندے ہیں مگر پھر بھی تیرے بندے ہیں۔ رحم کر رحم کہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ میں آج انہیں ایک اور نشان بتاتا ہوں۔ شاید اسی سے کچھ ان کے دل پسیجیں اور عجز و نیاز کا ہدیہ دربار رسالت میں بھیجیں۔ وہ نشان استجابت دعا کا ہے۔ ایک نوجوان سعادت مند طالب علم ہے جو قادیان میں رہتا ہے۔ وہ سمر وکیشن میں اپنے وطن لکھنؤ جاتا۔ اور وہیں بیمار ہو جاتا ہے۔ معمولی بیمار نہیں ایسا بیمار کہ اس کے چیخنے چلانے۔ درد سے کراہنے کی شہادت اس مکان کا ذرہ ذرہ دیگا۔ جسمیں وہ بستر علالت پر پڑا رہتا ہے اسکی ٹانگ سوکھ جاتی ہے۔ چھ بلکہ سات تجربہ کار ڈاکٹر اس کا علاج کرتے ہیں مگر جیساکہ خود اسکی تحریری شہادت سے ظاہر ہے کچھ افاقہ نہیں ہوتا۔ آخر وہ خدا کے محمود کے حضور ع جیسے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے کہتا ہوا عریضہ نیاز بھجواتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ عبدالکریم کو دیوانے کتے نے کاٹا۔ فی الفور اسے کسولی بھجوایا۔ مگر مرض پھر عود کر آیا۔ دوبارہ دریافت پر دنیاوی علوم کے ڈاکٹروں کا فتویٰ ہے :-

Nothing can be done for Abdul Karim

عبدالکریم کے لئے اب کوئی چارہ کار نہیں۔ لیکن وہ برگزیدہ رسول جو صرف رسول ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کے فضائل و کمالات اپنے اندر رکھنے والا جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے اور جس کا ایک لخت جگر نور نظر کان اللہ نزل من السماء ہے۔ جو خدا کی مجسم قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور جو اکی توحید و تفرید کی منزلت پر وہ مقام رکھتا ہے جسے مخلوق نہیں جانتی) فرماتا ہے۔ دنیا کے ڈاکٹروں نے جواب دیا۔ مگر اس شافی مطلق کی درگاہ سے تو ناامید نہیں ہو سکتے۔ آخر وہی عبدالکریم ہے جواب تک خدا کے فضل سے تندرست ہے اسی طرح یہ نیاز مند اپنے آپ کو اس کے حضور میں پیش کرتا، جو حسن و احسان میں اس کا نظیر ہے۔ وہ خوبیوں والا ہے۔ کیونکہ محمود ہے۔ وہ بہتوں کو بیماریوں سے چنگا کرنیوالا ہے کیونکہ مصلح موعود ہے۔ پس ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ۝ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

توجہ عالیہ ادہر منعطف ہوتی ہے۔ بیکسوں کے والی۔ بیماروں کے شافی کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہی جو چلنے پھرنے بلکہ سیدھا لیٹنے سے محروم ہو گیا تھا۔ جسے ڈاکٹروں نے جواب دیدیا تھا جس کا مرض لاعلاج سمجھا جاتا تھا۔ وہ اپنا آخری عریضۂ دعا بھیجنے کے ۱۲ روز بعد تندرست ہو کر دارالامان میں پہنچتا ہے

ان فی ذالک لآیات لکل صبار شکور۔ یہ کرشمۂ قدرت باری حجت ہے۔ دہریہ طبع منکران مسئلہ دعا پر وہ دیکھیں کہ دعا وہ کام کرتی ہے۔ جو دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی تم اسے اتفاق قرار دو۔ مگر میں تو ہر روز ایسے کئی واقعے پڑھتا ہوں جو اپنی نوعیت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ پس کیا سب اتفاقات ہی ہو گئے پھر یہ حجت ہے غیر احمدیوں پر۔ جو ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔ اور قرآن کریم کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اس میں تو لکھا ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلل۔ مگر یہاں انما یستجیب اللہ من الذین امنوا کا منظر پیش نظر ہے۔ پھر یہ حجت ہے۔ ان غیر مبائعین پر۔ جو ہمیں مشرک اور ضال کہتے ہیں وہ دیکھیں اور غور کریں۔ جیساکہ حضور نے خود فرمایا تھا۔ محمود تو وہی محمود ہے جو تین چار سال پہلے تھا۔ مگر یہ کیا بات ہے کہ اس کا ہر کام برکت سے معمور ہے۔ اور وہ خدا کے مقبولوں کی طرح مؤید و منصور ہے۔ جدھر وہ توجہ کرتا ہے۔ ادھر ہی خدا کی توجہ ہو جاتی ہے جس کام کو وہ ہاتھ لگاتا ہے۔ وہ ہو جاتا ہے جو وہ کلام کرتا ہے دل میں اترتا ہے۔ جو دعائیں وہ مانگتا ہے۔ ان کا بیشتر حصہ مستجاب اور جو کچھ وہ چاہتا ہے اسکے اکثر میں وہ کامیاب ہوتا ہے۔ آخر یہ کیوں ہے ؟ تم نے خدا کے مامور کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔ میرے بھولنے والو بھائیو! میرے روٹھنے والے دوستو! آؤ گھر تشریف لاؤ۔ کیوں باہر پھر رہے اور ہلاکت کے گڑھوں میں گر رہے ہو۔ سنو تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے کمزور ہاتھوں کو زور دیا۔ اور ناتوان گھٹنوں کو پائداری بخشی انکی جو کھل دئے گئے تھے ہمت باندھی تم اتنی جلدی اسے بھول گئے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ تم چشم دید گواہ ہو اب آنکھیں بند کرنے سے واقعات کا انکار نہیں ہو سکتا تم نے وہ وقت پایا اور حضور پایا۔ جب اندھوں کی آنکھیں وا کی گئیں۔ بہروں کے کان کھولے گئے۔ لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھرنے لگے۔ گونگوں کی زبان گانے لگی۔ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھوٹ نکلیں۔ صحرا تالاب ہو گیا اور پیاسی زمین میں پانیوں کے چشمے۔ فبای الاء ربکما تکذبان۔ انعام خداوندی کا انکار مغضوب بنا دیتا ہے اور اس کے غضب کی آگ جب بھڑکتی ہے تو خاکستر بنا دیتی ہے۔ نہ ہو کہ اس بھیڑ کی طرح جو ریوڑ سے الگ ہو گئی ہو

بھیڑیوں کا شکار ہو۔ تمہارا گڈریا تمہیں پکار رہا ہے گیڈرئے کی نہیں سنتے۔ تو اپنے بھائی بندوں کی سنو کہ وہ کسطرح اسکے زیر سایہ رہ کر آرام پاتے ہیں۔ دیکھو یہ ایک شغل لنے والے بیمار کی سرگذشت ہے ؛

مراسلت

۱۶ اگست ۱۹۱۵ء کو درخت کے نیچے وضو کر رہا تھا۔ اچانک درخت سے ایک چھوٹی سی ہڈی گری۔ اور گھٹنے کی چپنی پر ذرا سی جلد کٹ گئی۔ تھوڑی دیر خون بہا۔ اور پن کپڑا باندھ دیا گیا۔ معاً زخم مندمل ہو گیا۔ لیکن ورم اور درد بڑھتا گیا۔ ڈاکٹری علاج شروع کیا۔ اول ڈاکٹر کشوری لعل صاحب انچارج بلرام پور ہسپتال نے نسخہ دیا۔ استعمال کیا گیا لیکن بجائے آرام کے تکلیف زیادہ بڑھ گئی۔ علاج مسلسل و متواتر ہوتا رہا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے جواب دیدیا۔ ان کے بعد ڈاکٹر مشرف علیخان صاحب نے بعد ملاحظہ و تشخیص دوا دی۔ لیکن دوا کیا اثر کر سکتی تھی۔ درد۔ ٹیس۔ جلن اور سوزش و کھولن کا یہ حال تھا کہ رات اور دن ایک کر دیا تھا۔ نہ دن کو آرام نہ رات کو چین۔ بس چیخنا اور چلانا کام تھا ؛

جب کوئی صورت افاقہ کی نظر نہ آئی۔ تو کرنل برڈووڈ صاحب آئی۔ ایم۔ ایس سول سرجن لکھنؤ کو پیر دکھایا۔ آپنے بڑے غور سے دیکھا اور بہت دیر کے بعد اپنے ہاتھ سے پٹی باندھی آپکے علاج بھی متواتر ہوتا رہا۔ مگر ادھر جسقدر کوشش اور جانفشانی عمدہ اور بہترین نسخے دئے جاتے۔ ادھر مرض آگ کی طرح ساری ٹانگ میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ کرنل صاحب نے نہایت اعلیٰ درجہ کے نسخے دئے۔ اور کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ لیکن آخر میں مجبور ہو گئے۔ الغرض انہوں نے ایک چٹھی کرنل سلبی ([illegible]) پرنسپل کنگ جارج میڈیکل کالج کو لکھی کہ آپ کی تشخیص کیا ہے کرنل سلبی جو ایک خلیق یورپین ہیں۔ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آئے۔ قریباً ۲۵ منٹ گفتگو کرتے رہے۔ اور پیر کو بہت اچھی طرح دیکھا۔ بعد میں لکھ دیا کہ میری اور کرنل برڈووڈ صاحب کی ایک رائے یعنی ایک دوائی چھ ماہ کے لئے باندھی جائے اس دوا کو بھی استعمال کیا۔ لیکن اب پیر بالکل سیدھا رہتا تھا اور ذرا نہ مڑ سکتا تھا۔ اور ادہر کا حصہ بالکل سوکھ گیا۔ غرض ان دواؤں نے بھی کچھ اثر نہ کیا۔ اس خوف سے کہ شاید اندر کوئی مادہ نہ ہو۔ ایکس ریز (X-Ray) سے معائنہ کرایا۔ لیکن

جائے تعجب کہ اندر رگ برابر بھی فساد نہیں کوئی مادہ کسی قسم کا نہیں پھر حیران کو کیا ماجرا ہے ؛

اب علاج اور مرض سے تنگ آ گیا۔ اور مرض بجائے کم ہونے کے بڑھتا جاتا جوں جوں علاج ہوتا زیادہ ترقی پکڑتا۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ہر طرف ناامیدی اور یاس نظر آتی۔ اس جب حضرت فضل عمر کو کو دعا کے لئے لکھا تو حضور کے جواب سے دل کو فوراً تسکین اور طمانیت حاصل ہوتی۔

شہر میں اب ایسا کوئی ڈاکٹر بھی نہ رہا صرف ۔ باقی تھے جنہیں اول ہیجر (Woodly I.M.S) وڈلی۔ آئی۔ ایم۔ ایس صاحب کو دکھایا لیکن انہوں نے بھی کوئی نسخہ تجویز نہ کیا۔ اور کہا کہ پہاڑ پر رہو۔ اور پڑھنا لکھنا یک قلم ترک کر دو۔ ورنہ زندگی محال ہے۔ دوسرے ڈاکٹر کاک صاحب امریکن تھے جنہیں پیر دکھایا گیا۔ انہوں نے صاف جواب دیدیا۔ کہ جب سلبی اور برڈووڈ وغیرہ کے نسخے کارگر نہ ہوئے۔ تو کوئی دوا کارگر نہ ہوگی۔ اور کہا کہ میری تشخیص میں مرض بالکل لاعلاج ہے۔ اور ٹانگ سوکھتی چلی جائیگی۔ اور چونکہ اس کا تعلق سینے سے ہے۔ اس لئے سینہ بھی پھٹ جائیگا۔ مینے دوبارہ پوچھا کہ کیا کوئی علاج نہیں تو جواب دیا کہ **اگر تم اس بیماری کا علاج نکالو تو دنیا میں تم مشہور ہو جاؤ گے۔** اور امریکہ میں تمہارا نام ہو جائے گا۔

ڈاکٹر آر۔ کے۔ ٹنڈن نے دیکھا اور کہا کہ چلو پھرو بالکل مت۔ رات دن بستر پر لیٹے رہو۔ اور ریسٹ (آرام) کرو۔ شاید اچھا ہو جائے۔ مگر مرض تو اب بالکل لاعلاج ہے چونکہ مجھے علیحدہ رکھا گیا تھا۔ اور پڑھنے لکھنے کی سخت ممانعت تھی۔ اور بہت جی گھبراتا تھا۔ خدا سے دعا کرتا اور حضرت فضل عمر کو بھی لکھتا۔ کیونکہ سوائے خدا کی ذات کے ہر طرف سے ناامیدی نظر آتی تھی۔ اور اب تمام ڈاکٹروں کے جواب دینے پر تھک کر بیٹھ گیا۔ خدا کے افضال اور انعام انسان پر عجیب در عجیب رنگوں میں ہوتے ہیں۔ مجھ اب یہ امید نہ تھی کہ پیر اچھا ہو گا کیونکہ مجھے لکھ دیا گیا تھا کہ "اگر بدن کا ایک عضو لاعلاج ہے تو سارے بدن پر اس کو قربان کر دینا چاہیئے"

مگر مینے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا ایک نمایان اثر دیکھا۔ اور جسطرح عبدالکریم کو جواب دیدیا گیا تھا۔ اور پھر وہ حضرت اقدس کی دعاؤں سے اچھا ہوا تھا۔ اسی طرح خدا نے اپنے اس برگزیدہ بندے کی دعائیں اثر بخشا۔ جس کے لئے اس نے اپنے رسول کو فرمایا۔ "حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا"

خدا کی قدرت نائی میری حجامت بنانے لگا۔ میرا پیر مڑتا نہ تھا۔ اس لئے میں ٹانگ پھیلا کر حجامت بنوانے کو بیٹھا اس نے کہا کہ پیر سمیٹ لو۔ مینے کہا کہ پیر مڑ نہیں سکتا۔ سبب پوچھا۔ مینے تمام حال بتایا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کو ایک تیل دیتا ہوں بڑے بڑے ڈاکٹر تو آپ کو جواب دے ہی چکے ہیں۔ میرے نسخے کو بھی آزمائشاً استعمال کریں۔ اس تیل کو میں لے آیا۔ ۱۴ یا ۱۵ دن ملا۔ محض خدا کے فضل اور حضرت کی دعاؤں سے اس تیل میں تاثیر ہو گئی۔ کہ میں باسانی چلنے پھرنے لگا اور پیر حرکت کرنے لگا۔ جب میں نے اپنے پیر میں ایک عظیم الشان افاقہ پایا تو قصد دارالامان کیا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ؛

احباب دعا کریں کہ جس خدا نے مجھے گویا موت سے زندگی بخشی وہ مجھے صحت کلی عطا فرمائے۔ اور میرے آقا سیدنا فضل عمر کو عمر طویل عطا فرمائے۔ اور خدائے تعالیٰ آپ پر کروڑہا کروڑ رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

دارالامان

سید ارتضیٰ ہمشیرزادہ مرزا اکبیر الدین احمد ہائی سکول قادیان

سلہ۔ خداوند تعالیٰ کا ہر کام اسباب کے ماتحت ہوتا ہے۔ نائی تو پہلے بھی وہاں موجود تھا یہ دعاؤں کا اثر تھا کہ یکدم صحت کے اسباب مہیا ہو گئے۔ اور تیل میں وہ تاثیر رکھی گئی۔ جو سات تجربہ کار ڈاکٹروں کی دوائی میں نہ تھی۔ دعا کے یہ معنے نہیں کہ اسباب کے بغیر کام ہو۔ بلکہ دعا اس عالم اسباب میں کامیابی کے اسباب مہیا کر دیتی ہے ؛

✻

علماء امرتسر پر اتمام حجت

مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے ایک عربی مکتوب کے ذریعہ علماء پر اتمام حجت کیا ہے۔ اور اسطرح انپر ثابت کیا ہے کہ جس زبان میں تمہارا دین ہے۔ اس سے تم نابلد محض ہو۔ اس اشتہار کے صحیح معنے فوری بیان کرنیوالا کوئی عالم تم میں سے موجود نہیں ؛

(۲) اسکے بعد سکرٹری انجمن احمدیہ نے نوٹس دیا ہے کہ حضرت مسیح کی ق

(ذ) مسیح موعود کی صداقت اور اسکی پیشگوئیوں پر جسقدر بھی تمہیں اعتراضات ہوں لکھ کر ہمیں بھیجدو۔ دو چار لیکچروں میں ان سب کا جواب دیدیا جائیگا ؛

لمعات

ایک صاحب الوحی حکم و عدل کی ضرورت کا اعتراف

اہلحدیث مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء میں ایک سائل سوال کرتا ہے کہ قرآن شریف کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دین اسلام مکمل ہو چکا۔ لیکن قرآن شریف میں احکام ضروریہ بالتفصیل پائے نہیں جاتے۔ جب تک کل احکام ضروریہ کی تفصیل نہ ہو۔ تب تک ان پر عمل کرنا مشکل بلکہ محال ہے۔ یہ اس سائل کا سوال ہے۔ پھر وہ سائل خود ہی اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ وہ قرآن شریف انا انزلنا الیک الذکر لتبین للناس الآیہ فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمل کا مفصل کرنے والا قرار دیتا ہے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر امور ضروریہ کی تفصیل فرمائی یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ احکام بھی اپنی امت کو سکھلا گئے اور کوئی مسئلہ ضروریہ عبادتی و اخلاقی و عقائدی وغیرہ ہم نہیں چھوڑا جس کی تعلیم نہ فرما گئے ہوں۔ اب خلاصہ یہ ہوا کہ تکمیل اسلام آپ کے بیان پر موقوف ہے،، اس اپنے ہی جواب پر وہ پھر اعتراض کرتا ہے“ کہ جب تکمیل اسلام آپ کے بیان پر موقوف ہوئی۔ تو آپ کا بیان ہمارے لئے تمام ضروری ہوا لیکن وضاعین و دجالین و کذابین نے اپنی کذب بیانی سے صحیح بیان میں اشتباہ پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت محدثین نقادین و مجتہدین نافین تاویل الجاہلین کو پیدا کیا۔ تو بھی باوجود اس بات کے مان لینے کے کہ انہوں نے بقدر استطاعت بشری بہت کچھ منقح فرمایا اور جمع بھی کیا۔ جیسا کہ کتب احادیث سے ہویدا ہے۔ مگر پھر بھی وہ لوگ آپ کے بیانات تمام ہم تک نہ پہنچا سکے تو تکمیل دین اسلام کی کیسے درست ہے ؟“

مختصر الفاظ میں سائل کا سوال یہ ہے۔ کہ تکمیل دین اسلام کس طرح درست ہے۔ تکمیل دین اسلام کے دو حصے ہیں۔ تکمیل ہدایت و تکمیل اشاعت۔ سائل تکمیل ہدایت نبی کریم کے ذریعہ سے مانتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی پھر یہ بھی مانتا ہے۔ کہ تکمیل ہدایت پر بھی بوجہ جھوٹے راویوں اور وضاعین احادیث کے پردہ پڑ گیا اور تکمیل اشاعت تو ہوئی ہی نہیں۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح کے اپنی امت میں آنے کی بشارت دی ہے۔ اسے حکم و عدل بھی قرار دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ سکتے ہیں۔ کہ نبی کریم نے اسے تکمیل ہدایت پر جو پردہ پڑ گیا اس کا دور کرنیوالا قرار دیا ہے۔ وہ اسلام کو اسی شان میں دکھائیگا جس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا تھا۔ پھر پہلی بعثت میں بوجہ سامان مہیا نہ ہونے کے اشاعت نہیں ہو سکی۔ اس لئے مسیح آکر تکمیل اشاعت ہدایت کا کام بھی سرانجام دیگا۔ چنانچہ تمام مفسرین قرآن اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے زمانے میں تکمیل اشاعت ہوگی اور یہی حق ہے۔ سائل کے شبہات اور شکوک اسی طرح دور ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ مسیح موعود پر ایمان لے آئیں جس کے آنے کی خبر نبی کریم نے دی ہے جسے کلام الہی نے جری اللہ اور الہدیٰ کا حامل اور تکمیل اشاعت کو پورا کرنیوالا الحکم عدل فرمایا ہے وہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ ان پر ایمان لا کر ہر ایک شخص ہماری طرح تمام ایسے شکوک و شبہات سے بچ سکتا ہے۔ جو وضاعین احادیث یا دیگر ذرائع سے دین میں پڑ گئے۔

آؤ لوگو!! کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

یک نہ شد دو شد

ہم تو سمجھتے تھے۔ کہ خواجہ کمال الدین ہی آیت لا نفرق بین احد من رسلہ کے معنے (ہم کسی رسول کے مرتبے میں فرق نہیں کرتے) کرنے میں فرد واحد ہیں۔ لیکن ہمارا یہ خیال ایک دوسرے خواجہ کے بھی یہی معنے کرنے سے بدل گیا۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ معنے کرنے میں خواجہ کمال الدین ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ خواجہ حسن نظامی بھی (جو موجودہ زمانہ میں غیر احمدیوں کے رئیس المشائخ بنتے اور بڑے انشا پرداز گردانے جاتے ہیں) آپ کے شریک ہیں۔ رسالہ خطیب مورخہ ۲۲ و ۳۰ مارچ ۱۹۱۶ء میں آپکا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ اس مضمون میں گلیم درویش کی سیاہ بافنگی کرتے ہوئے لا نفرق بین احد من رسلہ کے معنے ان الفاظ میں لکھتے ہیں (یعنی ہم کسی رسول کے (مرتبہ) میں فرق نہیں کرتے) ہمیں تعجب آتا ہے۔ کہ یہ لوگ جنہیں اس قدر دعوے ہیں مولوی بنتے ہیں۔ عالم کہلاتے ہیں۔ اور پھر حال یہ ہے۔ ایک آیت کے ایسے معنے کرتے ہیں جو پہلی آیت کے ضد واقع ہو جائیں۔ ان لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں آتا۔ یا شاید قرآن کبھی پڑھا نہیں۔ کہ دوسری آیات ان معنوں کے صریح برخلاف بیان کر رہی ہیں۔ اس صورت میں کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اس آیت کے ایسے معنے کریں جن سے قرآن شریف میں اختلاف ثابت ہوتا ہو۔ مذکورہ بالا آیت کے معنے کرنا وہ کہ نبیوں کے رتبہ میں کوئی فرق نہیں خطرناک غلطی ہے۔ چونکہ قرآن شریف دوسرے مقام پر فرماتا ہے فضلنا بعضہم علی بعض۔ ہم نے نبیوں کے رتبہ میں فرق رکھا ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ اس طرح قرآن شریف میں تخالف و تناقض ثابت ہوتا ہے۔ ایک آیت کہتی ہے کہ رسولوں کے درجوں میں کوئی فرق نہیں۔ دوسری کہتی ہے نہیں درجوں میں فرق ہے۔ ایک غیر مذہب والے کے لئے تو اس طرح قرآن شریف پر اعتراض کرنے کے لئے بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی وجہ سے ایسے تخالف سے بچا ہوا ہے۔ آیت کے حقیقی معنے یہ ہیں۔ کہ بلحاظ رسالت لانے کے رسولوں میں کوئی فرق نہیں۔ وہ رسول ہونے کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں۔ ہاں درجے کے لحاظ سے فرق ہے۔ جو بتا دیا فضلنا بعضہم علی بعض فرما کر۔ اور یہی حق ہے کوئی غیر احمدی یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ نبی کریمؐ کا درجہ حضرت عیسیٰؑ کے برابر ہے۔ نبی کریم حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں۔ لیکن خواجہ حسن نظامی کے معنوں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم حضرت عیسیٰ اور تمام دوسرے انبیاء سب برابر ہیں جیسے ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں۔ پس ہم خواجہ حسن نظامی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنا زور قلم پستول اور بندوق کی مستم اور مکھی مچھر الو گدھے کی داستان تک ہی محدود رکھیں اور قرآن مجید کی تفسیر کا ارادہ نہ کریں کیونکہ یہ ایک مسلہ حقیقت ہے کہ موجودہ تصوف کو جس میں غیر مسلموں کو بھی خرقہ ہائے خلافت عطا کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

پیسہ اخبار حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی تصدیق کرتا ہے

معصر پیسہ اخبار مورخہ ۱۲ اپریل میں ایک مضمون بعنوان دو لارڈ ہارڈنگ کے دور حکومت پر ایک سرسری نظر" چھپا ہے اس میں لکھا ہے "ہز ایکسیلینسی کے ایام ایام حکومت کا سب سے مہتم بالشان واقع

حضور ملک معظم قیصر ہند جارج پنجم کا ہندوستان دہلی میں دربار تاج پوشی منعقد فرمانا ہے۔ اسی ضمن میں تقسیم بنگال کی منسوخی بحالیکہ اسے متواتر فیصل شدہ امر ظاہر کیا جاچکا تھا"

حق حق ہی ہے اس پر کتنے پردے ڈالے جائیں سو طرح سے چھپایا جائے آخر ظاہر ہو جاتا ہے۔ انسان ایک بعض دفعہ قبول نہیں کرتا بلکہ کوشش شروع کرتا ہے۔ کہ اسے کسی طرح چھپا دیا جائے لیکن اس کا ضمیر اسے ہر وقت ملزم گردانتا رہتا ہے۔ گو انسان ایک وقت تک باوجود علم رکھنے کے حق چھپاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون۔ لیکن ایک وقت ایسا آجاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس حق کو اس سے ظاہر کروا دیتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ انسان تو چھپاتا ہے۔ لیکن اللہ ایک وقت لاکر اسے ظاہر کر دیتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ نے ۱۱ فروری ۱۹۱۶ء کو جبکہ صورت حال یہ تھی جو اخبار مذکور کے ان الفاظ سے "تقسیم بنگال کی منسوخی بحالیکہ اسے متواتر فیصل شدہ امر ظاہر کیا جاچکا تھا" ظاہر ہے۔ خدا کی وحی سے یہ اعلان فرمایا۔

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم دیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی"

ایسے وقت میں جبکہ سب طرف سے ناامیدی ہو چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا اور چھ سال بعد ۱۹۱۲ء میں بالفاظ اخبار مذکورہ "تقسیم بنگال کی منسوخی" کا حکم حضور ملک معظم قیصر ہند جارج پنجم کی طرف سے ہونا۔ آپ کی صداقت کا ایک بین نشان ہے۔ جس کی گواہی پیسہ اخبار کے مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے۔ لوگ مسیح موعود کو مانیں یا نہ مانیں لیکن انکے اپنے منہ یا زبان قلم سے نکلے ہوئے الفاظ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں اور بعبارت دیگر یہ اقرار ہے کہ کسی انسان کی از خود بیان کردہ بات نہیں۔ بلکہ کسی علیم ہستی کا قول ہے۔ جو اسنے اپنے پیارے بندے کی زبان پر جاری کیا۔ مبارک وہ جو اس پر ایمان لائے۔

سنی شیعہ میں اتحاد کی تدبیر

پیسہ اخبار مورخہ ۵ اپریل

میں صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب کا ایک مضمون بعنوان "مولانا ابو الکلام صاحب آزاد کی دعوت اتحاد و مجوزہ شیعہ کالج" چھپا ہے۔ آپ اپنے مجوزہ کالج کے حامی ہونے کی دلیلیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

میرا یہ یقین کامل ہے۔ کہ اگر سنی شیعوں کے اتفاق میں دونوں کا نفع ہے۔ تو اس کو عملاً وجود میں لانے کی بہتر تدبیر یہی ہے۔ کہ دونوں کے دماغ علم کی روشنی سے منور ہوں۔ اس زمانہ میں جس تعلیم سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے وہ وہی ہے جو کالجوں میں ہوتی ہے"

کالجوں کی تعلیم کا لڑکوں پر دو قسم کا اثر ہوتا ہے۔ ایک وہ اثر جو ان لڑکوں پر ہوتا ہے۔ جو کالج میں جاکر بھی اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ یہ اثر ان کو اور بھی زیادہ متعصب اور اپنے مذہب پر پکا کر دیتا ہے دوسرا وہ اثر جو ان طلباء پر ہوتا ہے جو کالج میں جاکر دین سے بیزار ہو جاتے ہیں اور دہریت ان کے دماغوں میں گھر کر جاتی ہے یہ اثر ان سے مذہبی جوشوں اور تعلقات کو چھڑا دیتا ہے اور صرف دنیاوی تعلقات باقی رہ جاتے ہیں۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب کا یہ لکھنا کہ شیعوں اور سنیوں اتحاد کے لئے انہیں کالجوں میں تعلیم دینا ضروری ہے اگر دینی اتحاد کے لئے ہے جس کی اس وقت مسلمانوں میں ازحد ضرورت ہے۔ اور جس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے یعنی وہ اتحاد جو مسلمانوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہو گیا تھا۔ وہ ایک جماعت تھے ایک قوم تھے ایک کے ماتحت تھے اسی ایک کے احکام کو سب اپنے لئے ضروری اور قابل اطاعت سمجھتے تھے۔ ایک کی ہتک سب کی ہتک تھی۔ اور ایک کی عزت سب کی عزت۔ تو یاد رہے ایسے اتحاد کے لئے دلوں کو روشن کرنے والی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اس کی تلاش کیجائے۔ ہاں اگر صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب کا یہ مطلب ہے۔ کہ دماغوں کو منور کرنیوالے کالجوں کی تعلیم دہریت کی طرف کھینچ لیجاتی ہے۔ اور اسی طرح سے مذہب سے بے تعلق بنا کر ان تمام مذہبی غیرتوں کا خاتمہ کر کے ایک اتفاق پیدا کر دیتی ہے تو پھر ان کی رائے صحیح ہے مگر ایسے اتفاق کی تو مسلمانوں کو ضرورت نہیں کہ جس اتفاق میں وہ خدا کو بھی چھوڑ دیں۔ اور نہ یہ اتفاق مسلمانوں کو کچھ فائدہ دے سکتا ہے لہذا ہمارے خیال میں بچوں کو کالجوں میں تعلیم دلا کر اتفاق روحانی کی امید رکھنا خیال عبث ہے۔ اسلامی اتحاد کے لئے دلوں کے روشن ہونے کی ضرورت ہے۔ بچوں کے دماغوں کی بجائے دلوں کو روشن کیا جائے۔ اور وہ دل اب بجز روحانی تعلیم کے روشن نہیں ہو سکتے اس روحانی تعلیم کی تلاش کیجائے۔

احمدیہ سکول

پیارے بھائیو۔ احمدیہ سکول قائم کئے جانے کی غرض آپ پر پوشیدہ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سکول کو اس لئے قائم کیا تھا۔ کہ تا ہماری جماعت میں علماء دین پیدا ہوں۔ جو دین کی خدمت سر انجام دے سکیں۔ الحمد للہ کہ سکول روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ لیکن وہ احمدی قوم جس کا یہ فرض ہے کہ دین اسلام تمام دنیا کو پہنچا دے۔ جہاں اس کی اور اغراض بڑھتی جاتی ہیں۔ وہاں اس کی یہ غرض کہ علماء جماعت میں کثرت سے ہوں۔ زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اس غرض کو پورا کرنیوالا صرف ایک احمدیہ سکول ہی ہے۔ اور جماعت نے اس کیطرف بھی خاص طور سے توجہ نہیں کی۔ چاہیئے کہ ہر ایک احمدی اس کی طرف التفات کرے۔ اور جہاں وہ دین کے کاموں کے لئے چندے سے مدد کرتا ہے۔ اپنے مال سے مدد کرتا ہے۔ اپنی اولاد سے بھی مدد کرے۔ اسلام نے تو تمہاری اپنی جانوں کو بھی خرید لیا ہے۔ تو اولاد تو بدرجہ اولےٰ خریدی گئی۔ پس ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ جہاں وہ اپنے لڑکے کو انگریزی تعلیم دیکر بی۔ اے بنانا چاہتا ہے وہاں دوسرے کو دینی تعلیم کا گراجویٹ بھی بنا دے اے احمدی قوم نیرے ہر ایک جز و پہ یہ ضروری اور لازمی ہے

کہ وہ اسلام کے لئے اپنی جانی امداد کا ثبوت اپنے ایک لڑکے کو دین کے لئے وقف کر کے دے اس کے اگر دو بچے ہیں۔ تو کم از کم ایک کو مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے اور جماعت میں ایک اور عالم کی زیادتی کرنے کے لئے بھیجے مدرسہ احمدیہ میں آخیر اپریل تک لڑکے لئے جائینگے پس تمام احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے بھیجیں اور اپنے آقا مسیح موعود کے اس مقصد کو جو آپنے مدرسہ احمدیہ قائم کرنے میں رکھا تھا پورا کریں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ احباب اس کار خیر میں تاخیر نہیں کریں گے۔ اور بھیجنے والے اپنے بچوں کو اپریل اخیر تک روانہ کر دیں گے۔ اس نوٹ کا یہ مطلب نہیں کہ وظائف کے خواستگار طلباء بھیجکر مالی مشکلات میں اضافہ کیا جائے بلکہ یہ اپیل ان لوگوں کی خدمت میں ہے جو اپنے خرچ پر پڑھانے کی استطاعت رکھتے ہیں ؛

کیا بچوں کی سی بات کی ہے

یہ وہ جملہ ہے جو مولوی محمد علی صاحب یا ان کے برادر خوردنے حضرت خلیفۃ اول کی جھاڑ مسجد مبارک کی چھت پر کھا کر سیڑھیوں سے اترتے ہوئے کہا تھا۔ خدا کے مقدسوں کی بے ادبی ضرور برا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اب دیکھیئے کہ یہی شخص ایک ایسے مقام کا مدعی ہو کر بچوں کی سی باتیں کرتا ہے۔ آپنے اپنے درس میں تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی پر ایک لطیفہ فرمایا۔ ناظرین الفضل بھی سن لیں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم کا نام تخفافی الرسول ہو کر اپنا نام بنالو یعنی محمد واحمد تو بن جاؤ مگر کنیت نہ اختیار کرنا یعنی امت کا باپ (نبی) نہ بننا ؛

گویا آپکے خیال میں محمد واحمد بننا اور پھر رسالت و نبوت کا حصول اختیاری بات ہے۔ حضرت سید المرسلین کو اندیشہ ہوا تو ہدایت فرمائی کہ دیکھنا رسول و نبی نہ بننا۔ ہاں محمد واحمد بن سکتے ہو لاحول ولا قوۃ کیا لغویت ہے جو ایک مدعی علم وفضل نے دکھائی۔ بندۂ خدا نبوت ایک امر وہبی ہے۔ حدیث کا مورد دیکھو۔ کوئی شخص یا ابا القاسم کہتا ہے۔ نبی کریم سمجھتے ہیں مجھے بلایا ہے مگر اس متکلم کا مخاطب کوئی اور تھا آپ نے ارشاد فرمایا۔ میری کنیت پر کنیت نہ رکھو اور نام تو پہلے ہی آپ کا نہ بلایا جاتا تھا پس فیصلہ ہوا۔ اس میں یہ نہیں فرمایا کہ

لنڈن میں تبلیغ احمدیت

قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے خطوط کا خلاصہ

زندہ مذہب کا نشان

میں نے ایک پادری کو خط لکھا تھا۔ کہ آپ کو عیسویت سے کیا ملا۔ اس نے جواب میں لکھا۔ کہ ۶۳ برس جو میں نے خدا کی خدمت میں گزارے ہیں۔ خدا کے لاانتہا رحم پر میری حد سے زیادہ امید بندھ گئی ہے۔ یہ مجھے اس کے بیٹے کے مصلوب ہونے سے اور روح القدس سے ملی ہے۔ اس خط کا جواب میں نے اسے لکھا۔ کہ ہر ایک مذہب کا متبع یہی کہتا ہے۔ کہ ہمارے مذہب میں نجات ہے جو آخرت میں ملیگی لیکن ہمیں تو جب یقین ہو کہ اسی دنیا میں اس کا ثبوت ملے۔ تو ہمیں یقین ہو جائیگا۔ کہ جب دنیا میں ہم اس پر چلکر نجات پا سکتے ہیں۔ تو اس کا آخرت کا دعوی بھی سچا ہے۔ پھر میں نے اسے لکھا ہے۔ کہ اسلام ایسا دعوی کرتا ہے۔ اور دعوی ہی نہیں کرتا ثبوت بھی دیتا ہے۔ چنانچہ آج بھی اس مذہب پر چلکر ایک شخص اس اتنے بڑے درجے کو پہنچ گیا جس نے دعوی کیا۔ کہ میں نبی اللہ ہوں۔ اللہ تعالی مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اس نے کثرت سے آسمانی نشان اپنے دعوی کی صداقت میں پیش کئے۔ اس کا نام احمد آف قادیان ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ مجھے اسلام کی فرمانبرداری میں ملا ہے دیکھیئے کیا جواب دیتا ہے ؛

مسکرات کے متعلق دانایان فرنگ جس نتیجہ کو اب پہنچے ہیں اسلام تیرہ سو سال قبل ازیں بتا چکا ہے

گذشتہ پیر کے روز ایک ٹمپرینس مجلس میں گیا جس میں ایک لائق ڈاکٹر نے یہ ثابت کیا۔ کہ منشی اشیاء مثلاً افیون۔ بھنگ وغیرہ کے کیا ضرر ہیں۔ اور کیا فوائد ہیں۔ انسان میں ان کا کیا اثر ہوتا ہے۔ لیکچر کے بعد سوال جواب ہوتے رہے جن کا ماحصل یہ تھا۔ کہ اگرچہ بعض صورتوں میں مفید بھی ہیں لیکن نقصان زیادہ ہیں۔ محض مے خوری کی وجہ سے ایک سال میں چار ہزار اشخاص مرے ہیں۔ جب انسان تھوڑا تھوڑا استعمال شروع کرتا ہے۔ تو پھر بڑھتے بڑھتے عادت زیادہ کی ہو جاتی ہے۔ آخر میں نے بھی کھڑے ہو کر ایک چھوٹا سا ریمارک کیا۔ میں نے کہا کہ موجودہ ترقی کے زمانہ کے سائنسٹ بڑی جدوجہد سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ منشی اشیاء کے مضرات زیادہ ہیں۔ بہ نسبت ان کے فوائد کے لیکن اسلام کی پاک کتاب نے ۱۳۰۰ سو سال سے زیادہ ہوئے کہ یہی بات بتائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے اثمهما اکبر من نفعهما جوئے وشراب ان کی مضرتیں زیادہ ہیں ۔ چونکہ اسلام بدی کو جڑھ سے اکھیڑتا ہے۔ اس لئے ایسی منشی اشیاء کے استعمال سے قطعاً بند کرتا ہے کیا یہی قابل اتباع وہ مذہب ہے جس میں ہماری بہتری بہبودی کو مد نظر رکھا ہے کیا ایسا مذہب پیروی کے قابل نہیں ؛

دوسرا خط

زمانہ ایک مصلح کی بعثت کا متقاضی ہے

اس ہفتہ اللہ تعالی کے فضل سے کام کرنے کی خوب توفیق ملی۔ رسالہ میگزین بابت ماہ دسمبر تقسیم کیا۔ اور دو سو تبلیغی چٹھیاں لکھیں جن کا مضمون یہ تھا۔ اللہ تعالی کے قانون قدیم کے مطابق دنیا میں ضلالت فسق و فجور جب حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالی اپنی جناب سے کسی برگزیدہ کو بھیجتا ہے۔ جو پھر تازہ آسمانی نشانوں سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کرتا ہے۔ اور وہ پھر خدا تعالی کے صفات پر کامل ایمان لا کر گناہوں سے بچ جاتے ہیں۔ اور خدا تعالی کا قرب حاصل کرتے ہیں چنانچہ موجودہ زمانہ اس بات کا متقاضی تھا۔ کہ کوئی عظیم الشان مصلح اس بے دینی اور گمراہی کے وقت میں آوے۔ احمد آف قادیان نے اس وقت کے مصلح ہونیکا دعوی کیا اور اس نے عظیم الشان ثبوت اپنے دعوی کے دلائل میں دیئے۔ جو خوارق عادت ظہور پذیر ہوئے۔ اور وہ اپنے دعوی میں کامیاب ہوا۔ پگٹ اور ڈوئی کی طرح ناکام و نامراد نہیں رہا پس ایسے دعویدار کو ماننا ضروری ہے۔ اگر ہم احمد کو نہ مانیں تو دو صورتیں ماننی پڑینگی۔ اول۔ یہ کہیں کہ زمانہ ایسے مصلح کا کا متقاضی نہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ زمانہ تو چاہتا ہے کہ کوئی

آوے۔ دوسری یہ صورت ہے کہ زمانہ تو چاہتا ہے۔ لیکن اب کوئی آ نہیں سکتا۔ یہ کہنا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ بعض دوستوں نے تو اس کا جواب نہیں دیا۔ اور بعض نے شکریہ ادا کیا ہے۔ ایک پادری نے اس پر زیادہ گفتگو کرنی پسند کی ہے۔ مجھے لیکچر کے لئے ۱۹ اپریل کو بلایا ہے۔ مضمون کا عنوان اس نے "خدا کا نیا رسول" رکھا ہے"۔

اس زمانے میں احمد کا ذکر ہی اسلام کی جان ہے

گذشتہ پیر کے روز ایک دوست ملے تھے اور ان کے ساتھ ایک مسلمان بیرسٹر بھی تھے کہنے لگے۔ ہم تمکو سوسائٹی کا امام بناتے ہیں بشرطیکہ تم قادیانی سلسلہ کا ذکر نہ کرو۔ اس کو ہندوستان میں ہی بنے دو یہاں عام اسلام پیش کرو۔ مرزا صاحب کا نام نہ لو۔ میں نے کہا۔ کہ اسلام مرزا صاحب کے بغیر ایک ڈھانچے کی طرح ہے جس میں جان نہیں۔ پھر اگر مرزا صاحب ہی کو جو اسلام کی جان ہیں پیش نہ کیا۔ تو اس کا کیا اثر ہوگا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آخر ووکنگ والے بھی تو اسلام پیش کرتے ہیں۔ اور وہ مرزا صاحب کا نام بھی نہیں لیتے۔ میں نے کہا۔ اللہ تعالےٰ نے تو اس زمانے کے مفاسد دور کرنے کے لئے مسیح موعود کو علاج تجویز کیا ہے اگر اب اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائیگا۔ تو پھر مسلمانوں کی سب کوششوں کا حال وہی ہوگا جو اتنے عرصہ سے ہو رہا ہے اسلام کو ہم زندہ مذہب کس طرح پیش کر سکتے ہیں جب تک یہ نہ بتایا جائے۔ کہ اس کے متبعین اس زمانہ میں بھی اعلیٰ درجہ کے روحانی مراتب اور مدارج حاصل کر سکتے ہیں بعد میں میں نے ایک کو حضرت صاحب کے دعاوی کے متعلق خط لکھا ہے اور ایک کو ریویو کا سالہ بھیجا ہے۔

سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں ما بہ الامتیاز

اخبار "ایوننگ نیوز" میں ایک مدعی نبوت پر ایک نوٹ نکلا تھا جس نے کچھ عرصہ تک عروج پایا۔ لیکن آخر ناکامی کی حالت میں مر گیا۔ اس پر میں نے اخبار مذکور میں ایک چٹھی بھیجی ہے جس میں بتایا ہے۔ کہ اس شخص کی ناکامی اور تباہی ڈوئی اور پگٹ کی ناکامی اور تباہی کی طرح اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ یہ جھوٹے مدعی نبوت تھے۔ لیکن میں ایک سچے مدعی نبوت کو پیش کرتا ہوں۔ جس کا نام احمد اور قادیان ہے جس نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور وہ اپنے دعاوی اور مشن میں کامیاب ہوا۔ وہ سب نشان اس کے دعوے کے ثبوت میں پورے ہوئے۔ جو مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق انجیلوں میں بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً قحط۔ مری طاعون۔ زلازل۔ جنگ۔ اس کے متبعین اس وقت آدھا ملین سے زیادہ ہیں جو اس کی تعلیم پر پورے طور سے کاربند ہیں۔ اس کی تعلیم میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس وقت جہاد حرام ہے۔ سلطنت برطانیہ سے وفاداری اور اس کی اطاعت ضروری ہے۔ اس تعلیم کا اثر مسلمانوں میں یہ ہوا۔ کہ ایسے نازک وقت میں وہ گورنمنٹ کے وفادار اور نمک حلال رہے یہ اسی نبی کی زبردست تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اس چٹھی کے ساتھ میں نے وہ اشتہار جو صوفی غلام محمد صاحب نے مارشیس میں "برٹش گورنمنٹ اور جہاد" چھپوایا ہے۔ بھجوا دیا۔

طریق تبلیغ

میرا یہ خیال تھا۔ کہ بغیر عیسائی مذہب پر نکتہ چینی کرنے کے اسلام پھیلایا جائے لیکن اب طبیعت اس طرف گئی ہے۔ کہ پہلے ان کے اپنے مذہب کی کمزوری ثابت کیجائے پھر انہیں یہ معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے اپنے مذہب میں کچھ نہیں۔ تو انکو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کیا جائے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ نرمی سے ان کا مذہب اچھی طرح بیخ و بن سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔

غیر احمدی کا جنازہ

مینے سنا ہے کہ باغیان خلافت نے میرا کوئی کارڈ شائع کیا ہے جس میں میں نے حضرت مسیح موعود کی ڈاک کا جواب لکھتے ہوئے یہ بات لکھی تھی۔ کہ "جو مخالف بدزبان بولتا ہو۔ اس کا جنازہ جائز نہیں ہے"۔ اور اس سے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ غیر احمدی کافر نہیں مسلمان ہیں۔ ممکن تھا۔ کہ پیغام صلح کے کوئی نوجوان اڈیٹر جنکو حضرت مسیح موعود کی صحبتوں سے فیض یاب ہونے کا کبھی موقعہ نہوا ہو۔ یا بہت کم شاذ و نادر ہوا ہو۔ ایسا استدلال کرتے۔ لیکن محمد علی صاحب یا خواجہ صاحب کو کم از کم وہ دن نہ بھولے ہونگے جب کہ کسی کمزور شخص کے بار بار پوچھنے پر کہ میں غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیا کروں حضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ ایک غیر مسلم کا جنازہ پڑھا تھا۔ امام احمدی ہو تو پڑھ لو۔ اگرچہ خواجہ صاحب نے تو بعد وفات مسیح موعود ایک غیر احمدی کا جنازہ غیر احمدی امام کے پیچھے بھی پڑھ لیا تھا کیونکہ وہ غیر احمدی ایک بڑا آدمی تھا۔ اور خواجہ صاحب کے کسی دوست کا باپ تھا۔ لیکن یہ شخصی کمزوریاں ہیں۔ اور ان سے کوئی عام قانون نہیں بن سکتا۔ حضرت خلیفہ اول نے ایک دفعہ پنجاب میں ایک شخص کے دریافت کرنے پر اسے اجازت دی کہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے۔ جب کسی نے تعجب سے دریافت کیا۔ کہ یہ فتویٰ تو حضرت مسیح موعود کے فرمانے کے خلاف ہے۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ وہ شخص اور کونسے حکم مسیح موعود پر عمل کر رہا ہے۔ یہ بھی سہی۔ غرض ایسے احکام ان کمزوروں کے واسطے ہیں۔ جن کا ایمان پہلے سے ہی بہت ضعیف ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب ایک عرصہ سے اس بات کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہو جائے۔ بار بار حضرت خلیفہ اول کو کہتے رہے۔ اور کہلواتے رہے۔ اور آخر حیلوں بہانوں سے ہند میں نہیں تو ولایت میں اجازت تو حاصل کی وہاں کے نومسلموں کے متعلق جن کو احمدیت سے بےخبر رکھا جاتا ہے۔ اور پھر اس اجازت کو خود ہی وسیع کر لیا۔ ان مکفرین پر جو ہند سے ولایت جائیں۔ تو ان کے گناہ سمندر میں دھل جاتے ہیں۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح اول خواجہ صاحب کی دیرینہ کمزوری سے واقف نہ ہوتے تو انہیں کبھی اجازت نہ دیتے۔ غرض ابتدائی دنوں میں حضرت مسیح موعود نے بھی ایسی اجازت دی تھی۔ اور اجازت کی وجہ خود بتلائی۔ کہ کافر کا جنازہ بھی حضرت نے پڑھا تھا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ کافر ہی سمجھکر کبھی اجازت دی تھی ایسے مسائل میں بار بار حضرت مسیح موعود سے دریافت نہ کیا جاتا تھا۔ بلکہ جب کبھی کسی کمزور شخص نے اس کے متعلق سوال کیا۔ اس کو وہی پرانی بات بتلا دی اور جس کارڈ کا فوٹو شائع کیا جاتا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کا ہے۔ خود اس کارڈ پر حضرت مسیح موعود سے دریافت نہیں کیا گیا۔ بلکہ پہلے فرمان کے مطابق جواب لکھا گیا۔ اور اس خیال کے ساتھ لکھا گیا کہ حضرت کے فرمانے کے مطابق کافر کا جنازہ بھی کسی وقت پڑھ لیا گیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا وصال ہوا۔ تو میں نے ضروری سمجھا کہ ڈاک کے جواب اب خلیفۃ المسیح اول کی طرف سے لکھے جاتے ہیں۔ ان میں خود ان سے دریافت کیا جائے۔ چنانچہ جب کسی نے جنازہ کے متعلق دریافت کیا تو میں نے حضرت کی خدمت میں خط پیش کیا حضرت خلیفہ اول نے نہایت سختی کے ساتھ اس بات سے رد کر دیا۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ کوئی پڑھے۔ یہ فتویٰ بدر میں بالوضاحت درج کیا گیا۔ کہ ہرگز اجازت نہیں کہ غیر احمدی کا جنازہ پڑھا جائے۔ اگرچہ میں نے اس کے متعلق حضرت خلیفہ اول سے سوال کرنا مناسب نہ جانا۔ مگر میں نے سمجھا کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اب اشاعت احمدیت پورے طور پر ہو چکی ہے۔ اور منکرین سے تعلقات کا قطع کرنا پورے طور پر ضروری ہے۔ اس واسطے ان کے کافرون کا جنازہ بھی مناسب نہیں وہ پہلی اجازت وقتی اور شخصی تھی۔

اس کے متعلق یہ بھی قابل غور ہے۔ کہ خود حضرت مسیح موعود اور آپ کے مخلصین نے کبھی بھی خود غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھا۔ میں نے خود کبھی نہیں پڑھا۔ حضرت حکیم فضل دین صاحب کا بھائی فوت ہوا۔ انہوں نے اس کا جنازہ نہ پڑھا اور قادیان میں یہی سب کا طریق عمل رہا۔

دو اعتراضوں کا جواب

قاضی محمد یوسف صاحب کا جو مضمون الفضل ۱۰۲ میں نکلا ہے اس پر دو اعتراض کئے گئے ہیں۔ جو میں پہلے ہی سے جانتا تھا۔ ایک یہ کہ اگر خدا کے کلام اور اس کے موٹے موٹے علم میں نسخ نہیں۔ تو سراج منیر میں حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ نبی و رسول کا لفظ حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ پس اب اس خداداد علم کے خلاف کوئی عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسی سراج منیر کے اسی صفحہ میں اسی مضمون کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ

خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

پس آپ نے جو فرمایا کہ نبی و رسول کا لفظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ میں صاحب شریعت نہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ کہ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رد سے آسکتا ہے نہ کوئی قدیم نبی کیونکہ ہم حضرت اقدس میں کسی علیحدہ نبوت کے قائل نہیں بلکہ نبوت محمدیہ ہی کے پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہونے کے قائل ہیں۔ اور نبوۃ محمدیہ کبھی ناقص نہیں ہو سکتی۔ پس جس میں وہ ہوگی وہ کامل نبی ہوگا

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت اقدس نے اعجاز احمدی میں فرمایا ہے کہ نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ بس یہ ممکن نہیں کہ آپ کو اپنے دعوی کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی ہو ایک وقت آپ اپنے آپ کو نبی نہ سمجھیں اور دوسرے وقت سمجھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اقدس نے نبی ہونے کو مانع غلطی نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ فرمایا کہ غلطی نہ لگنے کی دو وجہیں ہیں ایک قریب سے دکھایا جانا (۲) دوم تواتر سے بتایا جانا۔ پس تعریف نبوت میں جو اختلاف ۱۹۰۱ء سے اول اور بعد میں ہے۔ اس کی وجہ ان ہر دو موانع کا نہ پایا جانا ہے جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔ خدا نے میری نظر کو پھیر دیا میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا۔ (۲) مگر پھر بھی بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا۔ خدا نے اپنی حکمت عملی سے میری نظر سے پوشیدہ رکھا (اعجاز احمدی) (۳) یہ فقرات ثبوت ہیں اس بات کا کہ آپ کو اس وقت قریب سے نہیں دکھایا گیا تھا۔ بلکہ نظر کو کسی حکمت کی ماتحت پھیر دیا گیا۔ بعد میں جب قریب سے دکھایا گیا تو آپ نے دعویٰ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدے سے باز آگیا۔ دوسرا مانع غلطی نہ لگنے کا تواتر ہے۔ سو اس کے متعلق آپ اسی اعجاز احمدی میں فرماتے ہیں کہ جس یقین کو نبی کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اسی قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر یقینی ہو جاتا ہے (صفحہ ۲۶) اس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ تواتر کے بعد غلطی نہیں لگتی پہلے لگ سکتی ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ نبوت کے بارے میں تواتر کب ہوا۔ سو اس کے لئے دیکھو حقیقۃ الوحی! فرماتے ہیں

مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔

پس اس تواتر سے پہلے تعریف نبوت میں سہو ممکن ہے۔ پھر دیکھو دعوی نبوت میں غلطی نہیں لگی۔ کیونکہ جس چیز کا نام نبوت ہے۔ اور جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ یعنی کثرت مکالمہ مخاطبہ و اظہار امور غیبیہ و خطاب نبی اس سے آپ نے کسی زمانے میں کبھی انکار نہیں فرمایا۔

شیخ محمد اقبال کا فتویٰ کفر

لمعات میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹرایٹ لا کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو۔ وہ خارج از دائرہ اسلام ہے اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تیغ ناز کا وار اگر ہماری ہی گردن پر ہوتا۔ تو کچھ شکایت کی بات نہ تھی۔ مگر یہ تو نادرشاہی قتل عام ہے جس سے تمام اہل سنت و جماعت بلکہ جمہور اہل اسلام کے علاوہ خود ان کے گھر بعض پیاری شخصیتیں بھی محفوظ نہیں رہ سکتیں۔ کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے پیغام بلڈنگس کے مکینوں کے علاوہ کوئی بھی مدعی اسلام نہیں جو آخری زمانے میں نبی اللہ ہونیکا مسیح ابن مریم کے قائل نہ ہو۔ اور یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ نبی کا منکر خارج از دائرہ اسلام ہے۔ پس ہم ہی نہیں۔ بلکہ ہمارے ساتھ وہ تمام علماء اسلام لاہور و امرتسر کے رہنے والے ہوں یا لکھنؤ و دہلی کے۔ یا مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے وہ بھی خارج از دائرہ اسلام ہو گئے۔ کیونکہ وہ بھی خاتم النبیین کے بعد ایک ایسے نبی کے ظہور کے قائل ہیں جس کا انکار مستلزم کفر ہے موجودہ علماء ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام و ائمہ عظام سے لیکر اس وقت تک جتنے بزرگ و صلحاء و اولیاء امت گذرے ہیں وہ بھی خارج از دائرہ اسلام ہیں۔ پس اگر مسلمان دائرہ اسلام کے اندر ہیں۔ تو وہ یا خواجہ صاحب ہوئے۔ یا خود ڈاکٹر محمد اقبال صاحب پی ایچ ڈی۔ یا وہ لوگ جو مسیح کے آنیکے قائل نہیں اور ان احادیث صحیحہ و آیات قرآنیہ کو اپنے خول یا عمل سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح و المہدی ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۷ اپریل ۱۹۱۶ء

سود ہر صورت میں منع ہے

۞

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ ——— الی ——— فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم (۵-۴ تا ۶)

کھانے کا اثر انسان کے اخلاق پر کھانے پینے کی چیزوں میں سے بعض اشیا سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ اور ان کے کھانے کی اپنے پیروؤں کو اجازت نہیں دی۔ وہ سب چیزیں اسی قسم کی ہیں جو انسان کے جسم و انسان کی عقل اخلاق دین اور روح کے لئے مضر ہو سکتی ہیں۔ اور جب کوئی انسان ان میں سے کسی چیز کو کھاتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ اس کا اثر اس کے جسم پر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور انسان کی کمزوری اور نقص کی وجہ سے ایک مدت کے بعد اس کی روح پر بھی اثر ہونے لگتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے اپنے پیروؤں کو ایسی چیزیں کھانے سے روک دیا ہے۔

حرام شے کا کھانا کس صورت میں جائز ہے ہاں بعض صورتوں میں ان کے کھانے کی اجازت بھی دی ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی انسان مجبور اور مضطر ہو جائے۔ لیکن اس وقت بھی اتنے ہی کھانے کی اجازت دی ہے۔ جتنا اس کے لئے اشد ضروری ہے چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں فرمایا فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم (۲-۱۲۸) اور یہاں فرمایا فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم۔ دونوں جگہ مطلب ایک ہی ہے۔ فرمایا جو مضطر ہو وہ کھائے مگر یاد رہے۔ کہ باغی اور عادی نہ ہو۔ باغی قوانین حکومت کے توڑنے والے کو کہتے ہیں۔ وہ انسان جو خدا تعالیٰ کے کسی قانون کو توڑتا ہے۔ وہ بھی باغی ہوتا ہے۔ کھانے کے متعلق اس طرح باغی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جان بوجھکر بھوکا رہے۔ اور جب مضطر ہو جائے۔ تو ان چیزوں میں سے کوئی کھالے۔ عادی اس شخص کو کہینگے کہ جو کسی ایسے ملک میں چلا گیا جہاں اسے سور کے گوشت کے سوا اور کچھ نہیں مل سکتا۔ اور بھوک کی وجہ سے مضطر ہے۔ اس وقت اس کے لئے اس کا کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر وہ یہ کہے کہ اب مجھے موقع مل گیا ہے۔ شاید پھر کبھی ایسا موقع ملے یا نہ ملے اس لئے خوب سیر ہو کر اور پیٹ بھر کر کھالوں۔ تو وہ عادی ہوگا۔ پس خدا تعالےٰ نے ان اشیاء کو کھانے کی اجازت دینے کے ساتھ یہ دو شرطیں لگا دی ہیں ؛

یہ اجازت صرف کھانے کے متعلق ہے بعض لوگوں کو اس اجازت کے حکم کو دیکھکر دھوکہ لگا ہے اور انہوں نے اس کو وسیع کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جب مضطر کے لئے مردہ خون۔ سور کا گوشت اور ما اھل بہ لغیر اللہ کھانے کی اجازت ہو گئی ہے۔ تو اس سے سمجھ لینا چاہئے۔ کہ دوسرے احکام کے متعلق بھی مضطر کو اجازت ہے ؛

سود کے لئے کوئی اضطرار مقبول نہیں چند ہی دن ہوئے کہ ایک شخص نے مجھ سے سود کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا۔ میں نے اسے لکھایا۔ کہ سود کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا اب اس کا خط آیا ہے۔ کہ بعض علماء کہتے ہیں۔ اصل حالت میں تو یہ فتویٰ ٹھیک ہے۔ کہ سود جائز نہیں۔ لیکن مضطر کے لئے یہ فتویٰ درست نہیں ہے۔ اور ساتھ یہ مثال دی ہے۔ کہ ایک شخص کو شادی کرنے کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ کہیں سے اسے مل نہیں سکتے۔ اگر وہ سود پر روپیہ لیکر شادی پر لگائے۔ تو اس کیلئے جائز ہے۔ میں نے پہلے بھی اسی قسم کے واقعات سنے تھے۔ چنانچہ جو لوگ اہل قرآن کہلاتے ہیں انہوں نے اسی قسم کے فتوے دیئے ہیں ؛

حرمت اشیاء کی فلاسفی لیکن اس قسم کے تمام فتوے قرآن کریم کے احکام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے سمجھا ہی نہیں۔ کہ قرآن کریم کسی چیز سے کیوں روکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ گناہ جو براہ راست انسان کی روح پر اثر ڈالتے ہیں۔ ان کا جسم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مثلاً جھوٹ۔ اگر کوئی ساری عمر بولتا رہے۔ تو اس سے اس کے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا۔ بلکہ یہ گناہ براہ راست اس کی روح پر اپنا بد اثر ڈالیگا۔ دوسرے وہ گناہ ہوتے ہیں۔ جو جسم میں سے ہو کر روح کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی ان کا پہلے جسم پر اثر پڑتا ہے۔ اور پھر اس کے ذریعہ روح پر۔ چنانچہ جن اشیاء کے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ وہ ایسی ہی ہیں۔ جو دوسری قسم کے گناہوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی مردہ کھائے یا خون پی لے۔ تو اس کا پہلے جسم پر اثر ہوگا۔ اور پھر روح پر۔ یا اگر کوئی کسی ایسے جانور کا گوشت کھائے جو بتوں وغیرہ کے لئے ذبح کیا جائے۔ تو اس طرح چونکہ اس ذبح کرنے والے کی تائید کرتا ہے۔ اس لئے منع کر دیا تاکہ ایسے لوگ ہی نہ ہوں جن کو اللہ کے سوا اوروں کے لئے جانور ذبح کرنے کی جرأت ہو۔ پس یہ تمام احکام ایسے ہیں کہ جن کا گناہ انسان کے روح تک دوسروں کے واسطے سے پہنچتا ہے۔ یعنی یا تو اس کے جسم کے ذریعہ سے یا اور لوگوں کی وجہ سے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ ان چیزوں کے منع کرنے سے یا تو انسان کے جسم کی حفاظت مدنظر ہے اور یا دوسروں کی اصلاح اس لئے اگر کوئی ایسا وقت آ بنے۔ جبکہ جسم تباہ ہوتا ہو۔ اور سوائے ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے کے وہ بچ نہ سکتا ہو۔ تو ان کے کھانے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ دو شرطیں بھی لگا دی ہیں۔ کہ اس اجازت سے فائدہ اٹھانے والا انسان باغی اور عادی نہ ہو۔ پس اگر کوئی شخص ان اشیاء میں سے کوئی ایک کھائیگا۔ تو ایسی حالت میں کھائیگا جبکہ وہ نہایت اضطرار میں ہوگا۔ اور پھر ایک قلیل مقدار میں قلیل عرصہ کے لئے کھائیگا اس لئے وہ نقصان

جس کی وجہ سے ان کا کھانا منع کیا گیا تھا۔ وہ اسے نہیں پہنچیگا لیکن وہ چیزیں جو براہ راست روح پر اثر ڈالنے والی ہوتی ہیں ان کو ہر صورت میں خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور کسی حالت میں بھی انکو جائز قرار نہیں دیا۔

حالت اضطرار میں گناہ جائز ہو تو پھر کوئی گناہ گناہ ہی نہیں

اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو پھر کوئی گناہ گناہ ہی نہ رہتا۔ مثلاً چور چوری کرتا ہے کیوں۔ اس لئے کہ اس کے اپنے گھر مال نہیں ہوتا۔ گو ایسے بھی چور ہوتے ہیں۔ جو مالدار ہوتے ہیں۔ اور عادتاً چوری کرتے ہیں۔ مگر اکثر ایسے ہی لوگ چوری کرتے ہیں جو مفلس اور کنگال ہوتے ہیں۔ اور اضطراب کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کو قتل کرتا ہے۔ تو اسی لئے کہ مقتول کی وجہ سے اسے کسی نہ کسی قسم کا اضطرار ہوتا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک گناہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اضطرار کے وقت کیا گیا ہے۔ یہی سود کا حال ہے۔ تجارت کرنے کیلئے تو اب دو سو برس سے سود لیا یا دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے تو یہ بھی اضطرار ہی کی حالت میں لیا جاتا تھا کسی شخص کو جب کہیں سے قرضہ نہ ملتا۔ اور ضرورت سے مجبور ہو جاتا۔ تو سود پر روپیہ لے لیتا۔ ورنہ کسی کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے پاس روپیہ ہوتے ہوئے یا بغیر سخت مجبوری کے کچھ روپیہ لیکر اس سے زیادہ دیتا۔ تو سود بھی جائز ہو گیا اور قرآن کریم نے جو یہ حکم دیا تھا۔ کہ نہ لیا کرو۔ وہ نعوذ باللہ لغو ہو گیا۔ کیونکہ جب سود دیتا ہی وہ ہے۔ جو مضطر ہو۔ اور مضطر کے لئے جائز ہے کہ ایسا کرے۔ تو پھر اس سے منع کرنے کے کیا معنی۔

صرف بھوک کے اضطرار کے لئے اجازت ہے

لیکن یاد رکھو۔ کہ قرآن کریم نے انہی چیزوں کی اضطرار کے وقت اجازت دی ہے جو کھانے پینے کے متعلق ہیں۔ چنانچہ اس آیت میں صاف طور پر فرمایا۔ کہ فمن اضطر فی مخمصۃ یعنی اب اضطرار جو بھوک کی وجہ سے ہو۔ اس کے لئے اجازت ہے۔ نہ کہ ہر ایک اضطرار کے وقت ہر ایک نہی روا ہو سکتی ہے۔ وہ چیزیں جو کھانے کے متعلق ہیں۔ ان کی تو اسلام نے اضطرار کے وقت اجازت دیدی ہے۔ مگر یہ کہیں نہیں کہا۔ کہ اگر اضطرار ہو۔ تو چوری بھی کر لو۔ یا کوئی اور کسی قسم کا فعل کر لو۔ فقہاء نے یہ تو اجازت دی ہے۔ کہ اگر علاج کے لئے شراب کی ضرورت پڑے۔ تو مریض کو استعمال کرا دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ اجازت دی ہے اور پلوائی بھی ہے۔

براہ راست روح پر اثر ڈالنے والی حرام شے کا استعمال جائز نہیں

مگر یہ کہیں اجازت نہیں دی کہ اگر کسی کی زندگی سے تمہیں اپنی جان کے متعلق اضطرار ہو۔ تو اسے قتل کر دو۔ پس یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ اضطرار کے وقت کوئی ایسی چیز جائز ہو سکتی ہے۔ جس کا اثر براہ راست روح پر پڑتا ہے۔ یا جو کھانے پینے کے متعلق نہیں ہے۔ البتہ ایسے وقت میں ان چیزوں کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ جو روح سے براہ راست تعلق نہیں رکھتیں۔ یا ایسے گناہ جن کا تعلق انسان کا اپنے سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے ذریعہ دوسروں کا تعاون پایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کھانے پینے کے ہی متعلق ہیں۔ اور یہ اجازت اس لئے ہے تا کہ جسم قائم رہے۔ ایسے وقت میں اس بات کا خیال نہیں رکھا جائیگا۔ کہ روح کو کسی قدر نقصان پہنچیگا۔ بلکہ یہ مدنظر ہوگا۔ کہ جسم سلامت رہ سکے۔ پس یہ صرف کھانے پینے کے متعلق مضطر کے لئے اجازت ہے۔ ورنہ اگر ہر ایک بات میں مضطر کو اجازت ہوتی۔ تو کوئی بھی گناہ گناہ نہ کہلا سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے سود کی اجازت کسی صورت میں نہیں دی

تم اس بات کو خوب یاد رکھو حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بارہا سود کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے ہر دفعہ منع فرمایا وہی لوگ جو اب ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ انہیں میں سے ایک نے دفتر سکرٹری میں بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ایک دفعہ کہا۔ واہ او مرزا یالعکاں نے بھی زور لگایا۔ کہ سود جائز ہو جائے۔ پر لوکے نے ہی ہون دتا۔ یعنی لوگوں نے (یہ لوگوں کا لفظ محض پردہ کے لئے تھا ورنہ وہ زور مارنیوالے بھی وہیں موجود تھے) بڑا زور مارا کہ کسی طرح سود جائز ہو جائے۔ لیکن آپ نے ہرگز اجازت نہ دی۔ سود لینا اور دینا دونوں کو برابر گناہ فرمایا۔

ہر انسان استنباط مسائل کا اہل نہیں

شریعت کوئی ٹھٹھا نہیں ہے کہ ہر ایک انسان استنباط کرنے لگجائے۔ وہ لوگ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ اضطرار کے وقت سود جائز ہے جب انہیں معلوم ہوگا کہ اضطرار کے ساتھ مخمصہ کا لفظ ہے۔ تو انہیں اپنی غلطی معلوم ہو جائیگی۔ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ کہ ایک بات کے جواز کیلئے جو سبب ہو۔ وہی اگر دوسری جگہ پایا جائے تو اس کے جائز ہونیکا قیاس ہو سکتا ہے۔ مگر ایسا ہو سکتا ہے کہ دوسری جگہ سبب ہی اور ہو۔ اور سمجھا اور جائے۔ اول تو قرآن کریم کے احکام میں قیاس کا دخل نہیں ہے اور اگر دخل بھی ہو۔ تو قرآن کریم کے الفاظ پر خوب غور کر لینا چاہئے۔ یہ اجازت کھانے پینے کے متعلق ہے۔ نہ کہ ہر ایک بات کے لئے۔ ایک جگہ قرآن کریم میں کفر کے متعلق بھی فرمایا ہے۔ مگر یہ پسندیدہ امر نہیں فرمایا۔ اگر کوئی بہت توبہ اور استغفار کریگا۔ تو اس کا گناہ معاف ہوگا۔ اور یہ اس لئے فرمایا۔ کہ ایسی حالت میں وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ ہاں اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور یہ دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ گویا اجازت وہاں بھی نہیں دی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اور دوسروں کو بھی سمجھ دے۔ تا وہ قرآن کریم کے الفاظ پر غور کریں۔ اور اس کے احکام کی حکمت اور منشا کو سمجھیں۔ اپنے ارادہ اور خواہش کے مطابق اس کے الفاظ کو بگاڑ کر اور مطلب نکالیں۔

اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس سال کے لئے بھی مبلغین کی جماعت کھولنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ سو جن احباب نے مبلغین کی جماعت میں شریک ہونا ہو وہ ٢٠ اپریل تک اپنے ارادہ شرکت سے دفتر مدرسہ احمدیہ کو ضرور مطلع فرما دیں۔

الحق یعلو ولا یعلیٰ

کہتے ہیں کہ الکل جو ہے گردن زدنی ہے
یہ بات کسی دوست نے کانوں سے سنی ہے
جو جان ہتھیلی پہ لئے بیٹھا ہو ہر وقت
تم اس کو ڈراتے ہو؟ یہ کیا فیل تنی ہے
ہر سطر ہے ساطور تو ہر لفظ ہے گولہ
ہر حرف کی جو نوک ہے نیزے کی انی ہے
یہ تم ہی کہو۔ میں تو ہوں اک بندۂ عاجز
مقصود مرا خدمت شاہ قدنی ہے
گنبد کی صدا ہے جو کہو گے وہ سنو گے
قدرت کا یہ قانون ہے کیوں اُسے زنی ہے
محسن کے گھرانے پہ شب و روز ہیں حملے
یاران طریقت سے لڑائی کی ٹھنی ہے
پھر اسپہ یہ دعویٰ ہے کہ ہم صلح کے جویاں
بکواس کریں اور کہیں کم سخنی ہے
سو جو تو گریبان میں منہ ڈال کے لِلّٰہ
کیا رنگِ طبیعت ہے یہ کیا طرز دنی ہے
جس سینے میں یہ کینہ ہو جس سر میں ہو یہ کبر
کیا اس میں بھی ایمان کے ہیرے کی کنی ہے
دنیا کا نہ کچھ پاس ہے نے دین کا کچھ خوف
محمود خداوند یہ ناوک فگنی ہے
یہ حالت بد دیکھ کے میں اور کہوں کیا
بدبخت ہے وہ ماں جو یہ فرزند جنی ہے
کل جس کو یہ دعویٰ تھا فدائی ہوں تمہارا
وہ دشمن جانی ہوا "اللہ غنی" ہے
مل جل گئے غیروں سے رہا فرق نہ کچھ بھی
ہاں پردہ رہے اس لئے چادر سی تنی ہے
پاکوں کی عداوت کا یہی ہوتا ہے انجام
ہشیار رہیں جن میں ذرا ماؤ منی ہے
ہم کہتے ہیں اللہ غریبوں کا ہے ساتھی
وہ کہتے ہیں پاکٹ میں ہمارے بھی "منی" ہے
اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ زر جیتے گا یا حق

تاریخ میں پہلے تو صداقت کی بنی ہے
اکمل کو کسی سے نہ شکایت نہ عداوت
فرہاد کی قسمت میں تو بس کوہ کنی ہے

فہرست نومبائعین

مارشیس تا یکم جنوری سنہ ۱۹۱۶ء

سیکرٹری انجمن احمدیہ روزہل مارشیس

ڈین۔ ایم۔ نوریا۔ بمعہ اہل و عیال	احمد شاہ بہادر بمعہ اہل و عیال
اے۔ جہانگیر 〃	عبدالرزاق ابھے 〃
اے۔ لطیف جہانگیر 〃	محمد حسین رادھا 〃
اے۔ غفور جہانگیر 〃	نوسے فلگزی 〃
محمد صدر علی 〃	شیخ حسین ادرجون 〃
احمد صدر علی 〃	محمد حسین 〃
عبدالرحیم 〃	داود خان بدے خان 〃
میجان کدے خان 〃	نورالدین اسوک 〃
علی خان کدے خان 〃	عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن 〃
اسمٰعیل ملان 〃	کے۔ سلطان غوث 〃
حسین بودھو 〃	محمد۔ اے سلطان غوث 〃
عمر خان اسلام 〃	آدم اکبر علی 〃
دوست محمد اسلام 〃	سبحان رجب علی 〃
غلام رسول اسلام 〃	یوسف رجب علی 〃
صالح اسحاق اتیقیا 〃	زین العابدین رجب علی 〃
داود خان نعمت خان 〃	محمد سلطان غوث بن کالو خو کس ماریشس 〃
ابراہیم 〃	کلثوم اکبر علی 〃
عثمان 〃	مرکیا زید العابدین 〃
احمد یعقوب 〃	بی بی حلیم 〃
مولا بخش 〃	عبدالرزاق 〃
زین العابدین بھودو 〃	ایم۔ ایڈم۔ اکبر علی 〃
باقر علی بہادر 〃	بی بی سائرا 〃

میزان ۴۴